

45623 - زراعت کے لیے اجرت پر حاصل کردہ اراضی کی زکاة کس پر ہو گی ؟

سوال

ایک شخص نے زراعتی زمین کرایہ پر حاصل کی، تو کیا اس کی زکاة مالک کے ذمہ ہے یا کہ کرایہ دار پر ؟ اور اگر یہ زکاة کرایہ دار کے ذمہ ہے تو کیا وہ زمین سے حاصل ہونے والی مکمل آمدنی پر ہو گی، یا کہ کرایہ ادا کر کے باقی ماندہ آمدن پر ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اگر تو زمین کا مالک خود زرعی زمین کاشت کرتا ہے، تو اس سے حاصل ہونے والی آمدن کی زکاة بھی مالک کے ذمہ ہے، اور اگر زمین کا مالک زمین کسی دوسرے کو دے یا عاریتاً دے کہ وہ اسے کاشت کر لے تو اس سے حاصل ہونے والی آمدن کی زکاة کاشت کرنے والے پر ہو گی۔

اہل علم نے کرایہ پر حاصل کردہ زمین کی زکاة میں اختلاف کیا ہے، کہ آیا اس کی زمین مالک کے ذمہ ہے یا کرایہ پر حاصل کرنے والے کاشت کار پر جمہور اہل علم کے ہاں اس کی زکاة کاشت کار کے ذمہ ہے، لیکن احناف کے ہاں اس کی زکاة مالک کے ذمہ واجب ہے۔

ابن حزم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

کھجور، گندم اور جو میں اس وقت زکاة نہیں جب تک کہ وہ ایک فرد کے پاس اور ایک ہی صنف پانچ وسق تک نہ پہنچ جائے، اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے، اور ایک صاع چار مد کا جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مد جتنا اور ایک مد ڈیڑھ سے سوا رطل مد کے چھوٹا بڑا ہونے کے درمیان ہوتا ہے۔

چاہے وہ اپنی زمین میں اس نے کاشت کی ہو یا کسی دوسرے کی زمین میں زمین غصب کر کے، یا جائز اور ناجائز معاملات کر کے، جب نذ غصب کردہ نہ ہو چاہے وہ زمین خراج والی ہو یا عشر والی۔

اور یہ قول جمہور لوگوں کا ہے، اور مالک، شافعی، احمد، اور ابو سفیان رحمہم اللہ نے یہی کہا ہے۔

اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

کم ہو یا زیادہ اس کی زکاة ادا کرے گا، اور اگر وہ خراج والی زمین میں ہو تو اس میں زکاة نہیں، اور اگر زمین کرایہ

پر ہو تو اس کی زکاة زمین کے مالک پر ہے نہ کہ کاشت کار پر۔

دیکھیں: المحلی ابن حزم (4 / 47)۔

احناف کے قول کو آئمہ کرام نے رد کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ زکاة کی ادائیگی کاشت کار کا حق ہے نہ کہ زمین کا حق جیسا کہ احناف کہتے ہیں۔

ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

اور جس شخص نے زمین کرایہ پر حاصل کر کے کاشت کی تو عشر اس پر ہو گی نہ کہ مالک پر، امام مالک، ثوری، اور شریک، اور ابن مبارک، شافعی اور ابن منذر رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ زمین کے مالک پر ہے، کیونکہ یہ اس کے بوجھ میں سے ہے، لہذا خراج کے مشابہ ہے۔

اور ہمارے ہاں یہ ہے کہ: یہ فصل میں ہے، لہذا فصل کے مالک پر ہو گی جیسے کہ تجارت کے لیے تیار کردہ چیز کی قیمت کی زکاة کی طرح، اور اپنی ملکیتی زمین کی فصل کی عشر کی طرح۔

اور ان کا یہ کہنا صحیح نہیں: کہ یہ زمین کے بوجھ میں سے ہے؛ کیونکہ اگر یہ زمین بوجھ اور حق میں سے ہوتی تو پھر خراج کی طرح کاشت کے بغیر بھی واجب ہوتی، اور خراج کی طرح زمی پر بھی واجب ہوتی، اور پھر اس کا اندازہ زمین کے حساب سے لگایا جاتا نہ کہ فصل کے حساب سے، اور اسے فئی کے مصاریف میں صرف کرنا واجب ہوتا، نہ کہ زکاة کے مصاریف میں۔

دیکھیں: المغنی لابن قدامہ (2 / 313 - 314)۔

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسے ہی راجح قرار دیا ہے۔

دیکھیں: الشرح الممتع (6 / 88)۔

دوم:

اور اس لیے کہ زکاة کی ادائیگی کاشت کار کا حق ہے لہذا جب نصاب پورا ہو جائے یعنی پانچ وسق ہو اور ایک وسق ساٹھ صاع ہے، اور نصاب (657) کلو بنتا ہے تو اسے حاصل ہونے والی ساری آمدنی سے زکاة نکالنا ہو گی۔

زکاة ادا کرنے والے کو یہ حق نہیں کہ وہ اس میں سے زمین کا کرایہ کم کرے چاہے وہ فصل فروخت کرنے کے بعد

- جہالت یا غلطی یا تاویل کے ساتھ - اور زکاة کی ادائیگی سے قبل ہو۔

اہل علم کے اقوال میں سے صحیح قول یہ ہے کہ زمین پر آنے والے خرچ میں سے کوئی بھی خرچ فصل سے نہیں نکال سکتا۔

ابن حزم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

کاشت کار کے لیے جائز نہیں کہ وہ کاشت کرنے یا کٹائی کرنے، یا اسے گاہنے، یا کھجور توڑنے یا کنواں کھودنے کا خرچ شامل کر کے اسے زکاة سے نکال دے، چاہے اس نے اس خرچ کے لیے قرض لیا ہو یا قرض نہ لیا ہو، یہ خرچ فصل کی ساری قیمت یا پھل پر آیا ہو یا نہ، اور اس جگہ سلف کا اختلاف ہے اس اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

ابو محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور گندم، اور جو میں بالجملہ زکاة واجب قرار دی کہ جب وہ نصاب پانچ وسق یا اس سے زیادہ ہو جائے تو اس میں زکاة ہے، اور اس میں سے کاشت کار کا خرچہ اور کھجور کے باغ والے کا خرچ نہیں نکالا اس لیے اللہ تعالیٰ نے جو حق واجب کیا ہے اسے قرآن و سنت کی نص کے بغیر ساقط کرنا جائز نہیں ہے، یہ امام مالک، اور امام شافعی اور ابو حنیفہ اور ہمارے اصحاب کا قول ہے۔

دیکھیں: المحلی ابن حزم (4 / 66)۔

واللہ اعلم .